013
118

روزنامہ

ہفتہ 23 مئی 2015ء 4 شعبان 1436 ہجری 23 ہجرت 1394 ہش

کفر و نافرمانی سے بچنے کی دعا

حضرت رفاعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ ایمان ہمیں محبوب کردے اور اسے ہمارے دلوں میں خوبصورت بنادے اور کفر، بدعملی اور نافرمانی کی کراہت ہمارے دلوں میں پیدا کردے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر :14945)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبان کو بھی آزاد نہیں چھوڑا اس پر بہت سی پابندیاں عائد کی ہیں اور ایک مومن کا فرض قرار دیا ہے کہ وہ صرف سچ ہی بولنے والا نہ ہو، صرف قولِ سدید کا ہی پابند نہ ہو بلکہ احسن قول کی پابندی کرنے والا ہو اور حکمت یہ بیان کی کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو شیطان تمہارے درمیان فساد ڈال دے گا۔ ینزغ بینھم انسان کی زبان کا اعمال صالحہ میں سے ہر عمل کے ساتھ تعلق پیدا ہوسکتا ہے اور ہر عمل کو انسان کی زبان ضائع بھی کرسکتی ہے اس لئے انسان کی زبان کو، اس کے قول کو، اس کے اظہار کو (دین حق) نے بڑی ہی اہمیت دی ہے اور اسے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر تم اپنی زبان سنبھال کر نہیں رکھوگے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی بجائے شیطان کے مقرب ٹھہروگے...... ہر ایک کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ یقولو االتی ھی احسن جو سب سے اچھی بات ہے، جو سب سے اچھے طریقہ پر بات ہو اس کی پابندی کرو ورنہ تم شیطان کے لئے رخنوں کو کھولتے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص 113-112)

قول کے لحاظ سے احسن وہ ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے۔......

وہ قول جو شرک کی طرف لے جاتا ہے وہ قول جو بدعت کی طرف لے جاتا ہے وہ قول جو دہریت کی طرف لے جاتا ہے وہ قول جو فسادکی طرف لے جاتا ہے وہ قول جو باہمی جھگڑوں کی طرف لے جاتا ہے وہ قول احسن نہیں احسن قول وہی ہے جو اللہ کی طرف لے جانے والا ہے۔ (خطبات ناصر جلد دوم ص116)

بنیادی ہدایت زبان کے متعلق یہ ہے کہ جو بات کہو احسن کہو اگر اللہ کے بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہو اگر شیطان کے بندے بننا چاہتے ہو تو یہ تمہاری مرضی ہے قول احسن کے اصول پر کار بند ہوئے بغیر کوئی شخص خدا کے عباد میں شامل نہیں ہوسکتا۔ (خطبات ناصر جلد دوم ص120)

”جو بات کہو وہ صرف سچ ہی نہ ہو بلکہ صاف اور سیدھی ہو۔ اس میں کوئی پیچ نہ ہو۔ کوئی رخنہ نہ ہو اور کوئی فساد نہ ہو۔“

(خطبات ناصر جلد دہم ۔ص286)

”سدید کے ایک معنی مستقیم بات کے بھی ہیں۔ یعنی وہ سیدھی بات جو خدا تعالیٰ کی رضا تک پہنچانے والی ہو۔“

(خطبات ناصر جلد دہم ۔ص643)

خطبہ جمعہ و خطابات حضور انور

برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا 40واں جلسہ سالانہ مورخہ 5 تا 7 جون 2015ء کو کالسروئے جرمنی میں منعقد ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت اس جلسہ کو رونق بخشیں گے۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ، خطابات اور عالمی بیعت ایم۔ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کئے جائیں گے۔ پاکستانی وقت کے مطابق درج ذیل اوقات میں یہ پروگرام نشر ہوں گے۔ احباب نوٹ فرمالیں اور بھرپور استفادہ فرمائیں۔

5 جون	پرچم کشائی	4:45pm
5 جون	خطبہ جمعہ	5:00pm
6 جون	مستورات سے خطاب	3:00pm
6 جون	جرمن احباب سے خطاب	7:00pm
7 جون	عالمی بیعت	6:45pm
7 جون	اختتامی تقریب کا آغاز	7:15pm
7 جون	اختتامی خطاب	8:00pm

تحریک وقف عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ارشاد فرماتے ہیں۔

”تحریک وقف عارضی یہ ہے کہ احمدی دوست کم از کم پندرہ دن کیلئے (دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک) عارضی طور پر وقف کریں اور اپنے خرچ پر اس جگہ جائیں جہاں ان کو بھیجا جائے اور اپنے خرچ پر وہاں یہ ایام گزاریں۔ اس تحریک کے پیش نظر ذہن میں بہت سے مقاصد تھے۔ اول تو یہ کہ جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں قائم کیا ہے اسکا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ نوع انسانی کو محبت کے رشتوں میں باندھ کر (۔) واحدہ بنادیا جائے۔“

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 19)

(مرسلہ: ایڈیشنل نظارت تعلیم القرآن ووقف عارضی ربوہ)

☆............☆............☆

مشعلِ راہ

والدین بچوں کے دوستوں کی بھی نگرانی کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 11 جون 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک حدیث میں روایت ہے اور بہت اہم ہے جس کی طرف والدین کو بھی توجہ دینی چاہئے اور ایسے نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ: ’’انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے‘‘۔ یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ’’اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے‘‘۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب من یومران مجالس)

تو والدین کو بھی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں، کئی دفعہ پہلے بھی میں اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔ اکثر کہتا رہتا ہوں کہ اس مغربی معاشرے میں بلکہ آجکل تو مغرب کا اثر، دجالی قوتوں کا اثر، شیطان کے حملوں کا اثر، رابطوں میں آسانی یا سہولت کی وجہ سے ہر جگہ ہو چکا ہے، تو میں یہ کہہ رہا ہوں شیطان کے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا اور پیدا کرنا چاہئے خاص طور پر ان ملکوں میں جو نئے آنے والے ہوتے ہیں۔ وہ شروع میں تو نرمی دکھاتے ہیں اس کے بعد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ تصور نہیں ہے کہ بچوں سے بھی دوستی پیدا کی جا سکتی ہے تو ان کو پھر یہ احساس دلانا چاہئے یہ ماحول پیدا کر کے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ بچے کو بچپن سے پتہ لگے۔ پھر جوانی میں پتہ لگے۔ ایک عمر میں آ کے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان کو دین کی طرف لانے کے لئے، دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔ اس کے لئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو۔

پھر یہ بھی نظر رکھنی چاہئے کہ بچوں کے دوست کون ہیں بچوں کے دوستوں کا بھی پتہ ہونا چاہئے۔ یہ مثال تو ابھی آپ نے سن ہی لی۔ اس سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے ہی صرف اس طالبعلم پر دہریت کا اثر ہو رہا تھا۔ لیکن یہ مثالیں کئی دفعہ پیش کرنے کے باوجود، کئی دفعہ سمجھانے کے باوجود، ابھی بھی والدین کی یہ شکایات ملتی رہتی ہیں کہ انہوں نے سختی کر کے یا پھر بالکل دوسری طرف جا کر غلط حمایت کر کے بچوں کو بگاڑ دیا۔ ایک بچہ جو پندرہ سولہ سال کی عمر تک بڑا اچھا ہوتا ہے جماعت سے بھی تعلق ہوتا ہے، نظام سے بھی تعلق ہوتا ہے، اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں بھی حصہ لے رہا ہوتا ہے۔ جب وہ پندرہ سولہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو پھر ایک دم پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ہٹتا چلا جاتا ہے کہ، یہاں تک کہ ایسی بھی شکایتیں آئیں کہ ایسے بچے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہو گئے۔ اور پھر بعض بچیاں بھی اس طرح ضائع ہو جاتی ہیں۔ جن کا بہرحال افسوس ہوتا ہے۔ تو اگر والدین شروع سے ہی اس بات کا خیال رکھیں تو یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔

(روزنامہ الفضل 7 ستمبر 2004ء)

مبارک ہو

مبارک ہو، مری بہنا☆! تجھے شادی مبارک ہو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو

تُو جس گھر میں رہے، خوشیاں وہیں آباد ہو جائیں
تُو ملکِ جذب باہم کی ہو شہزادی، مبارک ہو

تجھے حاصل ہوں دُنیا کی سبھی آسائشیں، تاہم
نہ کر پائیں تجھے یہ کسل کی عادی، مبارک ہو

ترے صدقے ترے ماں باپ، واری سب بہن بھائی
ترے قرباں تری سکھیاں بھی اے نادی ! مبارک ہو

نئی دُنیا، نیا مسکن، نئی الفت، نیا ساجن
تجھے پُر از مسرت یہ حسیں وادی مبارک ہو

شرف اجداد کا، ماں باپ کی عزّت رہے قائم
رہے اخلاق کے گہنوں سے تُو لادی، مبارک ہو

کِھلیں خوش رنگ و خوشبودار گُلہا تیرے آنگن میں
خدا تجھ کو بنائے نانی اور دادی، مبارک ہو

اسیرِ عشق ہوتا ہے غمِ دُنیا سے وارستہ
تجھے اے میری جاں! ہر غم سے آزادی مبارک ہو

رہے پیوند حبل اللہ سے، پیدا نہ ہو فرقت
سدا ازبر رہے یہ درس بنیادی، مبارک ہو

تری نسلیں قیامت تک امیں ہوں باغِ احمد کی
درِ مولیٰ پہ میر انجم ہے فریادی، مبارک ہو

☆ اگر والدین کی طرف سے بیٹی کیلئے دعا ہو تو مری بٹیا! پڑھا جا سکتا ہے۔

میر انجم پرویز

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت دین حق نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود کے حوالہ سے عورتوں کے حقوق، پردہ اور تعدد ازواج سے متعلق دینی تعلیم کا بیان

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31 جولائی 2004ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مستورات سے خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

(دین حق) کی تعلیم میں جہاں ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی احکامات موجود ہیں اور معاشرتی، گھریلو یا ذاتی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں ہمیں بتا نہ دیا گیا ہو اور قرآن کریم کی جن باتوں کی وضاحت ضروری تھی وہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور ارشادات سے سمجھا دی اور اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں بتایا جو بظاہر چھوٹی ہیں لیکن انسانی زندگی کے اخلاق اور صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ اتنی باریکی سے ذاتی زندگی میں جا کر احکامات دیئے گئے ہیں کہ (دین حق) کے مخالفین کو اگر کوئی اور اعتراض نہیں ملا تو یہی کہہ دیا کہ یہ کیسا مذہب ہے، یہ کیسا رسول ہے کہ ایسی باتوں کا بھی حکم دیتا ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ جو گھریلو یا ذاتی نوعیت کی باتیں ہیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہی باتیں ہیں جو اخلاق اور مذہب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح باقی معاملات میں اور مختلف احکامات دیئے ہیں اس میں عورت کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا ہے، اس میں عورت کے فرائض کا بھی ذکر فرمایا ہے، اختیارات کا ذکر فرمایا ہے، ذمہ داریوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور بعض اوقات ہمیں پتہ نہیں لگتا اور قرآن کریم کو غور سے نہ پڑھنے کی وجہ سے پتہ نہیں لگتا یا یہاں اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے ہم متأثر ہو جاتے ہیں، بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں اور بظاہر یوں لگ رہا ہوتا ہے کہ عورت پر سختی ہے۔ حالانکہ وہ باتیں عورت کے عزت و احترام کے قائم کرنے کے لئے اور عورت کی گھریلو اور ذاتی زندگی اور معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگ جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں اس معاشرے کی وجہ سے ان لوگوں کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں سمجھتی ہیں کہ (دین حق) میں عورت کی حیثیت ایک کم درجے کے شہری کی ہے اور اصل مقام جو ہے وہ صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے جو (دین حق) دشمنوں نے (دین حق) کے خلاف کیا ہے اور اس پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر ایسی عورتیں جن کو قرآن کریم یا دین کی صحیح تعلیم کا علم نہیں اور انہوں نے اس کا صحیح مطالعہ نہیں کیا، وہ ان کی باتوں میں آ جاتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل بعض دفعہ متأثر ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں نوجوان نسل سے کہتا ہوں کہ یہ دجال کی ایک چال ہے کہ آہستہ آہستہ (-) عورتوں کو ان کا ہمدرد بن کر (دین حق) سے اتنا دور لے جاؤ کہ (دین حق) کی آئندہ نسل ان سوچوں کی حامل ہو جائے جو (دین حق) کی تعلیم سے دور لے جانے والی ہیں اور اس طرح وہ اپنا مقصد حاصل کر لے۔ احمدی عورت کو ہمیشہ ان سوچوں سے بچنا چاہئے اور دنیا کو بتا دینا چاہئے کہ تم جو کہہ رہے ہو غلط ہے۔ (دین حق) نے تو عورت کو جو تحفظ دیا ہے اور کوئی مذہب اتنا تحفظ نہیں دیتا اور ہمیں اس زمانے میں جس طرح کھول کر حضرت اقدس مسیح موعود نے بتا دیا ہے اس کے بعد تو ممکن ہی نہیں کہ ایک احمدی عورت کسی دجالی چال یا کسی فتنے میں آئے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت (دین حق) نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ ...... (البقرۃ :229) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ ...... تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔

(ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 300۔301۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو دیکھیں کتنی وضاحت سے آپ نے فرمایا کہ حقوق کے لحاظ سے دونوں کے حقوق ایک جیسے ہیں۔ اس لئے مرد یہ کہہ کر کہ میں قوام ہوں اس لئے میرے حقوق بھی زیادہ ہیں، زیادہ حقوق کا حقدار نہیں بن جاتا۔ جس طرح عورت مرد کے تمام فرائض ادا کرنے کی ذمہ دار ہے اسی طرح مرد بھی عورت کے تمام فرائض ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

فرمایا کہ ہمارے ہاں یہ محاورہ ہے کہ عورت پاؤں کی جوتی ہے، یہ انتہائی گھٹیا سوچ ہے، غلط محاورہ ہے۔ اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت سے دل بھر گیا تو دوسری پسند آ گئی اس سے شادی کر لی۔ اسے چھوڑ دیا اور پہلی بیوی کے جذبات و احساسات کا کوئی خیال ہی نہ رکھا گیا تو یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ عورت کوئی بے جان چیز نہیں ہے بلکہ جذبات احساسات رکھنے والی ایک ہستی ہے۔ مردوں کو یہ سمجھایا ہے کہ یہ ایک عرصے تک تمہارے گھر میں سکون کا باعث بنی، تمہارے بچوں کی ماں ہے، ان کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتی رہی ہے۔ اب اس کو تم ذلیل سمجھو اور گھٹیا سلوک کرو اور بہانے بنا بنا کر اس کی زندگی اجیرن کرنے کی کوشش کرو تو یہ بالکل ناجائز چیز ہے۔ یا پھر پردہ کے نام پر باہر نکلنے پر ناجائز پابندیاں لگا دو۔ اگر کوئی (بیت الذکر) میں جماعتی کام کے لئے آتی ہے تو الزام لگا دو کہ تم کہیں اور جا رہی ہو۔ یہ انتہائی گھٹیا حرکتیں ہیں جن سے مردوں کو روکا گیا ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ تمہارا عورت سے اس طرح سے سلوک ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ جس طرح دو حقیقی دوست ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اس طرح مرد اور عورت کو تعلق رکھنا چاہئے کیونکہ جس بندھن کے تحت عورت اور مرد آپس میں بندھے ہیں وہ ایک زندگی بھر کا معاہدہ ہے اور معاہدے کی پاسداری بھی (دین حق) کا بنیادی حکم ہے۔ معاہدوں کو پورا کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ٹھہرتے ہیں۔ اور کیونکہ یہ ایک ایسا بندھن ہے جس میں ایک دوسرے کے راز دار بھی ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ مرد کی بہت سی باتوں کی عورت گواہ ہوتی ہے کہ اس میں کیا کیا نیکیاں ہیں، کیا خوبیاں ہیں، کیا برائیاں ہیں۔ اس کے اخلاق کا معیار کیا ہے؟ تو حضرت اقدس مسیح موعود فرما رہے ہیں کہ اگر مرد عورت سے صحیح سلوک نہیں کرتا اور اس کے ساتھ صلح صفائی سے نہیں رہتا، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کیسے ادا کرے گا۔ اس کی عبادت کس طرح کرے گا، کس منہ سے اس خدا سے رحم مانگے گا؟ جبکہ وہ خود اپنی بیوی پر ظلم کرنے والا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے وہی اچھا ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے، اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ تو دیکھیں یہ ہے عورت کا تحفظ جو (دین حق) نے کیا ہے۔ اب کون سا مذہب ہے جو اس طرح عورت کو تحفظ دے رہا ہو۔ اس کے حقوق کا اس طرح خیال رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... (النساء:20)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بھلائی رکھ دے۔

تو فرمایا کہ اے مومنو! جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان ہے اور اس کے رسول پر بھی ایمان ہے تو اس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو حکم تمہیں اللہ اور اس کے رسول نے دیئے ہیں ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ عورتوں سے حسن سلوک کرو۔ جن کو تم دوسرے گھروں سے بیاہ کر لائے ہو ان کے عزیز رشتے داروں سے ماں باپ بہنوں بھائیوں سے جدا کیا ہے ان کو بلاوجہ تنگ نہ کرو، ان کے حقوق ادا کرو۔ اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے کے بہانے تلاش نہ کرو۔ الزام تراشیاں نہ کرو۔ اس کوشش میں نہ لگے رہو کہ کس طرح عورت کی دولت سے، اگر اس کے پاس دولت ہے، فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اب اس فائدہ اٹھانے کے بھی کئی طریقے ہیں۔ ایک تو ظاہری دولت ہے جو نظر آ رہی ہے۔ بعض مرد عورتوں کو اتنا تنگ کرتے ہیں کئی دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ ان کو کوئی ایسی بیماری لگ جاتی ہے کہ جس سے انہیں کوئی ہوش ہی نہیں رہتا اور پھر ان عورتوں کی دولت سے مرد فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ میاں بیوی کی نہیں بنتی تو اس کوشش میں رہتے ہیں کہ عورت خلع لے لے تا کہ مرد کو طلاق نہ دینی پڑے اور حق مہر نہ دینا پڑے۔ تو یہ بھی مالی فائدہ اٹھانے کی ایک قسم ہے۔ پھر بیچاری عورتوں کو ایک لمبا عرصہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ حق مہر عورت کا حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حرکت کسی طور پر جائز نہیں۔ پھر بعض دفعہ زبردستی یا دھوکے سے عورت کی جائیداد لے لیتے ہیں مثلاً عورت کی رقم سے مکان خریدا اور کسی طرح بیوی کو قائل کر لیا کہ میرے نام کر دو یا کچھ حصہ میرے نام کر دو۔ آدھے حصے کے مالک بن گئے اور اس کے بعد جب ملکیت مل جاتی ہے تو پھر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں اور پھر یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ علیحدہ ہو کے مکان کا حصہ لے لیتے ہیں یا بعض لوگ گھر بیٹھے رہتے ہیں اور عورت کی کمائی پر گزارا کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمام جو اس قسم کے مرد ہیں ناجائز کام کرنے والے لوگ ہیں اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند فوت ہو جائے تو اس کے

رشتے دار یا سسرال والے جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور بیچاری عورت کو کچھ بھی نہیں ملتا اور اس کو دھکے دے کر ماں باپ کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ تو یہ سب ظالمانہ فعل ہیں، ناجائز ہیں۔ تو یہ (دین حق) ہے جو ہمیں بتا رہا ہے کہ عورت سے اس قسم کا سلوک نہ کرو۔ اب یہ بتائیں کہ اور کس مذہب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اس گہرائی میں جا کر عورت کے حقوق کا اتنا خیال رکھا ہو۔ یہ (دین حق) ہی ہے جس نے عورت کو یہ حقوق دلوائے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''بیوی اسیر کی طرح ہے۔ اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں''۔

(الحکم جلد نمبر 8۔ مورخہ 10 مارچ 1904ء صفحہ 6)

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور ان کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے لئے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کا لحاظ ہو۔ تو فرمایا کہ بیویوں سے حسن سلوک کرو کیونکہ جب وہ اپنا گھر چھوڑ کر تمہارے گھر آتی ہیں تو ان کے ساتھ نرمی اور رحم کا معاملہ ہونا چاہئے اور تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایک لڑکی جب اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے گھر آتی ہے تو اگر اس سے حسن سلوک نہ ہو تو اس کی اس گھر میں، سسرال کے گھر میں، اگر جوائنٹ (joint) فیملی ہے تو وہی حالت ہوتی ہے جو ایک قیدی کی ہو رہی ہوتی ہے اور قیدی بھی ایسا جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ لڑکی نہ خود ماں باپ کو بتاتی ہے، نہ ماں باپ پوچھتے ہیں کہ بچی کا گھر خراب نہ ہو۔ تو اگر لڑکی اس طرح گھٹ گھٹ کر مر رہی ہو تو یہ ایک ظالمانہ فعل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں، نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403-404۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

''یہ دل دُکھانا بڑے گناہ کی بات ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں''۔ تو جہاں مردوں کو سختی کی اجازت ہے وہ تنبیہ کی اجازت ہے۔ مارنے کی تو سوائے خاص معاملات کے اجازت ہے ہی نہیں اور وہاں بھی صرف دین کے معاملات میں اور اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرنے کے معاملات میں اجازت ہے۔ لیکن جو مرد خود نماز نہیں پڑھتا، خود دین کے احکامات کی پابندی نہیں کر رہا وہ عورت کو کچھ کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟ تو مردوں کو شرائط کے ساتھ جو بعض اجازتیں ملی ہیں وہ عورت کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہیں۔ (شاید عورتوں کو یہ خیال ہو کہ یہ باتیں تو مردوں کو بتانی چاہئیں۔ فکر نہ کریں ساتھ کی مارکی میں مرد سن رہے ہیں بلکہ ساری دنیا میں سن رہے ہیں آپ کے حقوق کی حفاظت کے لئے۔)

ایک (رفیق) کے اپنی بیوی کے ساتھ سختی سے پیش آنے اور ان سے حسن سلوک نہ کرنے پر حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بیویوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا کہ:

''یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے (-) کے لیڈر عبدالکریم کو''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ دینی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75)

آپ فرماتے ہیں کہ:

''اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ...... یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ...... یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ دینی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75 حاشیہ)

تو دیکھیں کہ اس زمانے میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود کے ذریعہ سے حقوق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل میں تو مرد کو ایک طرح سے عورت کا نوکر بنا دیا ہے۔ آج پڑھی لکھی دنیا کا کوئی قانون بھی اس طرح عورت کو حق نہیں دلواتا۔

پھر بعض دفعہ شادی کے بعد میاں بیوی کی نہیں بنتی، طبیعتیں نہیں ملتیں یا اور کچھ وجوہات پیدا ہوتی ہیں تو (دین حق) نے دونوں کو اس صورت میں علیحدگی کا حق دیا ہے اور یہ حق بعض شرائط کی پابندی کے ساتھ مردوں کو طلاق کی صورت میں ہے اور عورتوں کو خلع کی صورت میں ہے۔ اور مردوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ اگر اس طرح زیادتی کرو گے تو یہ ظلم ہو گا اور پھر ظلم کی سزا بھی تمہیں ملے گی۔

ایک دوسری آیت وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ ......(البقرۃ:228) کی تشریح میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے:

''اور اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کر لیں سو یاد رکھیں کہ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یعنی اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بددعا کرے تو خدا اس کی بددعا سن لے گا''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود زیر سورۃ البقرۃ آیت 228)

تو یہاں تک مردوں کو ڈرایا ہے۔ دیکھیں آپ کے حقوق قائم کرنے کے لئے کس طرح مردوں کو انذار ہے۔

پھر ایک اعتراض (دین حق) پر یہ کیا جاتا ہے اور اسی اعتراض کو لے کر عورتوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دیکھو تمہارے جذبات کی کوئی قدر نہیں۔ تمہیں تو (دین حق) نے گھر کے اندر بند کر کے رکھا ہوا ہے اور مرد کو کھلی چھٹی دی ہے جو چاہے کرے حتیٰ کہ اگر اس کی خواہش ہو وہ ایک سے زیادہ شادیاں کر لے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ اول تو یہ دجالی اعتراضات ہیں بغیر سیاق و سباق کے ان کو پیش کیا جاتا ہے اور پتہ ہے کہ یہ عورت کی کمزوری ہے اس لئے اس کو انگیخت کیا ہے کہ عورت کے جذبات کو ابھار کر فائدہ اٹھایا جائے۔

ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ تم جو ایک شادی پر اکتفا کرنے کو اچھا سمجھتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے خاوند بعض برائیوں میں مبتلا نہیں۔ اکثر کا جواب یہی ملے گا کہ ہمیں اپنے خاوندوں پر تسلی نہیں اور ان مغربی معاشروں میں طلاقوں کی شرح انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس میں سے ایک بہت بڑی اکثریت اسی بے اعتمادی کی وجہ سے طلاقیں لیتی ہے۔ عورت مرد پر شک کرتی ہے اور پھر اس شک کی وجہ سے بعض اوقات خود بھی بعض برائیوں اور فضولیات میں پڑ جاتی ہے۔

(دین حق) نے جو چار شادیوں تک کی اجازت دی ہے وہ بعض شرائط کے ساتھ دی ہے۔ ہر ایک کو کھلی چھٹی نہیں ہے کہ وہ شادی کرتا پھرے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم تقویٰ پر قائم ہو اپنا جائزہ لو کہ جس وجہ سے تم شادی کر رہے وہ جائز ضرورت بھی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ تم شادی کر کے بیویوں کے درمیان انصاف کر سکو گے کہ نہیں اور اگر نہیں تو پھر تمہیں شادی کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اگر تم پہلی بیوی کی ذمہ داریاں اور حقوق ادا نہیں کر سکتے اور دوسری شادی کی فکر میں ہو تو پھر تمہیں دوسری شادی کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

''یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

تعدد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے''۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 63-64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی اگر یہ احساس ہو کہ ان حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق مقرر فرمائے ہیں ادا نہ کر کے اللہ تعالیٰ مرد کو کتنی شدید پکڑ میں لا سکتا ہے تو فرمایا کہ اگر مردوں کو یہ علم ہو تو وہ شاید یہ بھی پسند نہ کریں کہ ایک شادی بھی کریں۔ ایک شادی بھی ان کے لئے مشکل ہو جائے چونکہ پتہ نہیں کس وجہ سے عورت کا کون سا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے لیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو' یعنی کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو' اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر ان اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے''۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 64-65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو فرمایا کہ یہ شادیاں صرف شادیوں کے شوق میں نہ کرو۔ بعض مردوں کو شوق ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی جواب دے دیا جو کہتے ہیں کہ (دین حق) ہمیں چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تمہاری پہلی بیوی ہے اس کے جذبات کی خاطر اگر صبر کر سکتے ہو تو کرو۔ ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت ہے تو پھر بے شک کرو۔ ایسے حالات میں عموماً پہلی بیویاں بھی اجازت دے دیا

کرتی ہیں۔ تو بہرحال خلاصہ یہ کہ پہلی بیوی کے جذبات کی خاطر مرد کو قربانی دینی چاہئے اور سوائے اشد مجبوری کے شوقیہ شادیاں نہیں کرنی چاہئیں۔

فرمایا کہ:

’’ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بِلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کرلو۔ لیکن اگر ان میں عدل نہ کرسکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے‘‘۔

فرمایا:

’’دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کرسکتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ کے قانون کو اس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔ یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم۔ صفحہ 63-65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ ہے (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کہ مرد کی فطرت کے تقاضے کو بھی ملحوظ رکھا ہے لیکن ساتھ ہی عورت کے حقوق کو بھی تحفظ دیا ہے اور فرمایا کہ تم مومن ہو تو گھریلو معاملات میں، ذاتی معاملات میں ہمیشہ تمہیں تقویٰ مدنظر رہنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ: ’’مخالفوں کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کرتا ہے کہ تعدّدِ ازواج میں یہ ظلم ہے کہ اعتدال نہیں رہتا۔ اعتدال اسی میں ہے کہ ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی ہو۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ وہ دوسروں کے حالات میں کیوں خواہ نخواہ مداخلت کرتے ہیں جبکہ یہ مسئلہ (دین حق) میں شائع متعارف ہے کہ چار تک بیویاں کرنا جائز ہے مگر جبر کسی پر نہیں۔ اور ہر ایک مرد اور عورت کو اس مسئلہ کی بخوبی خبر ہے تو یہ اُن عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی (-) سے نکاح کرنا چاہیں تو اوّل شرط کرالیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا۔ اور اگر نکاح سے پہلے ایسی شرط لکھی جائے تو بیشک ایسی بیوی کا خاوند اگر دوسری بیوی کرے تو جرم نقضِ عہد کا مرتکب ہوگا‘‘۔ یعنی کہ عہد کے توڑنے کا مرتکب ہوگا۔ ’’لیکن اگر کوئی عورت ایسی شرط نہ لکھاوے اور حکمِ شرع پر راضی ہووے تو اس حالت میں دوسرے کا دخل دینا بے جا ہوگا اور اس جگہ یہ مثل صادق آئے گی کہ ’میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی‘۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا نے تو تعدد ازواج فرض واجب نہیں کیا ہے۔ خدا کے حکم کی رو سے صرف جائز ہے۔ پس اگر کوئی مرد اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس جائز حکم سے فائدہ اٹھانا چاہے جو خدا کے جاری کردہ قانون کی رو سے ہے اور اس کی پہلی بیوی اس پر راضی نہ ہو تو اس بیوی کے لئے یہ راہ کشادہ ہے کہ وہ طلاق لے لے اور اس غم سے نجات پاوے اور اگر دوسری عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس نکاح پر راضی نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہ سہل طریق ہے کہ ایسی درخواست کرنے والے کو انکاری جواب دے دے‘‘۔

(چشمۂ معرفت۔ دینی خزائن جلد 23 صفحہ 246)

تو غیر جو (دین حق) پر چار شادیوں کا اعتراض کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے اور ہر ایک کو پتہ ہے کہ چار تک شادیاں کرسکتے ہیں۔ جو بھی (-) ہے مردوں کو بھی پتہ ہے، عورتوں کو بھی پتہ ہے۔ قرآن کی تعلیم ہے اور اس علم کے باوجود شادیاں ہوتی ہیں۔ لیکن فرمایا کہ چار تک شادیاں کرسکتا ہے بشرطیکہ ضرورت جائز ہو، حق ادا کرسکتا ہو۔ تو پھر جب معاہدہ کرنے والوں کے علم میں ہے تو دوسروں کو دخل اندازی کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے گھروں کی فکر کرنی چاہئے جہاں یہ لوگ غلط کاموں میں ملوث ہوکر اپنے گھروں کو برباد کررہے ہوتے ہیں۔ بہرحال اس تحریر میں بھی دیکھ لیں کہ ہر قدم پر عورت کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔

غرض اگر آنکھوں پر پردے نہ پڑے ہوں تو یہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کیوں اجازت دی گئی۔ جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ ایک (-) عورت کے دماغ میں مغربی تہذیب کے علمبردار جو ہیں (جن میں خود بھی بے انتہا کمزوریاں ہیں اور بعض کا میں نے اشارۃً ذکر بھی کیا ہے) یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرد کو (دین حق) نے عورت پر فوقیت دی ہے اور اس طرح (دین حق) مرد کو یہ حق دیتا ہے کہ جس طرح چاہے وہ عورت سے سلوک کرے اور عورت کا کام ہے کہ وہ صرف فرمانبرداری کرتی رہے اور مرد کے سامنے اونچی آواز نہ کرے۔ تو یہ سب گمراہ کن پروپیگنڈا ہے جو (دین حق) کے خلاف کیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو، خاص طور پر نوجوان نسل کو، اس کے متعلق (دین حق) کا حسین موقف لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور خود بھی اس قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

معترضین قرآن کریم کی اس آیت پر جو اعتراض کرتے ہیں کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ...... (النسآء: 35)۔ یعنی مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے اور پھر یہ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ (النسآء: 35)۔ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ اس کی مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں۔ لیکن ایک بہت خوبصورت تفسیر جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کی ہے وہ میں تھوڑی سی بیان کرتا ہوں۔

فرمایا کہ:

’’سب سے پہلے تو لفظ قوام کو دیکھتے ہیں۔ قوام کہتے ہیں ایسی ذات کو جو اصلاح احوال کرنے والی ہو، جو درست کرنے والی ہو، جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قوام اصلاح معاشرہ کے لئے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔ پس قوامون کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاح معاشرہ کی اول ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑنا شروع ہوجائے، ان میں کج روی پیدا ہوجائے، ان میں ایسی آزادیوں کی رو چل پڑے جو ان کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہو یعنی گھریلو نظام کو تباہ کرنے والی ہو، میاں بیوی کے تعلقات کو خراب کرنے والی ہو، تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلہ میں ادا نہیں کیں اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ ......(النسآء: 35) میں خدا تعالیٰ نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر تخلیق میں کچھ خلقی فضیلتیں ایسی رکھی ہیں جو دوسری تخلیق میں نہیں ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ قوام کے لحاظ سے مرد کی ایک فضیلت کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں کہ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت حاصل ہے‘‘۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان۔ یکم اگست 1987ء)

تو اَلرِّجَالُ ...... (النسآء: 35) کہہ کر مَردوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہیں جو اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی بھلائی کا کام سپرد کیا ہے تم نے اس فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا۔ اس لئے اگر عورتوں میں بعض برائیاں پیدا ہوئی ہیں تو تمہاری نا اہلی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پھر عورتیں بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں، اب بھی، اس مغربی معاشرے میں بھی، اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی کہ عورت کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ تو خود تو کہہ دیتے ہیں کہ عورتیں نازک ہیں۔ عورتیں خود بھی تسلیم کرتی ہیں کہ بعض اعضاء جو ہیں، بعض قویٰ جو ہیں مردوں سے کمزور ہوتے ہیں، مرد کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس معاشرے میں بھی کھیلوں میں عورتوں مردوں کی علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنائی جاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ میں تخلیق کرنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ میں نے کیا بناوٹ بنائی ہوئی ہے مرد اور عورت کی اور اس فرق کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے تو تمہیں اعتراض ہو جاتا ہے کہ دیکھو جی (دین حق) نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی۔ عورتوں کو تو خوش ہونا چاہئے کہ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مرد پر زیادہ ذمّہ داری ڈال دی ہے اس لحاظ سے بھی کہ اگر گھریلو چھوٹے چھوٹے معاملات میں عورت اور مرد کی چھوٹی چھوٹی چپقلشیں ہوجاتی ہے، ناچاقیاں ہو جاتی ہیں تو مرد کو کہا کہ کیونکہ تمہارے قویٰ مضبوط ہیں، تم قوام ہو تمہارے اعصاب مضبوط ہیں اس لئے تم زیادہ حوصلہ دکھاؤ اور معاملے کو حوصلے سے اس طرح حل کرو کہ یہ ناچاقی بڑھتے بڑھتے کسی بڑی لڑائی تک نہ پہنچ جائے۔ اور پھر طلاقوں اور عدالتوں تک نوبت نہ آجائے۔ پھر گھر کے اخراجات کی ذمہ داری بھی مرد پر ڈالی گئی ہے۔

پھر یہ اعتراض کہ مرد کو اجازت ہے کہ عورت کو مارے تو یہ اجازت اس طرح عام نہیں ہے۔ خاص حالات میں ہے۔ جب عورتوں کا باغیانہ رویہ دیکھو تو پھر سزا دینے کا حکم ہے لیکن اصلاح کی خاطر۔ پہلے زبانی سمجھاؤ، پھر علیحدگی اختیار کرو، پھر اگر باز نہ آئے اور تمہاری بدنامی کا باعث بنی رہے تو پھر سختی کی بھی اجازت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی مار نہ ہو کہ جسم پر نشان پڑ جائے، یا کوئی زیادہ چوٹ آئے۔ مغلوب الغضب ہوکر نہیں مارنا بلکہ اصلاح کی غرض سے اگر تھوڑی سی سختی کرنی پڑے تو کرنی ہے۔ اب عورتیں خود سوچ لیں جو عورت اس حد تک جانے والی ہو، اپنے فرائض ادا نہ کرنے والی ہو، اپنی بری صحبت کی وجہ سے بچوں پہ بھی بُرا اثر ڈال رہی ہو اور ان میں بے چینی پیدا کر رہی ہو تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے پھر بچوں کی، آپ کی نسل برباد ہو رہی ہوگی اور معاشرے میں بدنامی بھی ہو رہی ہو گی۔ لیکن ساتھ یہ حکم بھی دے دیا ہے کی جو عورتیں اپنی اصلاح کرلیں تو پھر بہانے تلاش کر کے ان پر سختی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اسی طرح جو عورتیں نیک ہیں، فرمانبردار ہیں، تمہارے گھروں کی صحیح طور پر حفاظت کرنے والیاں ہیں، تمہارے مال کو احتیاط سے خرچ کرنے والیاں ہیں، اس رقم میں جو تم ان کو گھر کے اخراجات کے لئے دیتے ہو، گھر چلانے کے لئے دیتے ہو، کچھ بچا کر پس انداز کر کے تمہارے گھر کی بہتری کے سامان پیدا کرنے والیاں ہیں۔ تمہارے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے والیاں ہیں ان کو معاشرے کا بہترین وجود بنانے والیاں ہیں، ان کا تو مردوں کو ہر طرح سے خیال رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان پر سختیاں نہیں کرنی چاہئیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے اس پر فضیلت ہے اس لئے جو مرضی کروں۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو فرماتا ہے کہ اگر یہ سوچ ہے تو یاد رکھو اسی نے فرمایا کہ اللہ تمہارے سے بڑا ہے، اللہ کو بھی فضیلت ہے۔ اس لئے اُس کی پکڑ سے بچنے کے لئے ہمیشہ انصاف کے تقاضے پورے کرو۔ اب اس کے بعد کیا دلیل رہ جاتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ (دین حق) میں عورت کو کم تر سمجھا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ہم میں سے کسی پر اس

کی بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا جب خود کھاؤ تو اسے کھلاؤ۔ خود پہنو تو اسے بھی کپڑے پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو۔ اسے برا بھلا نہ کہو اور ناراضگی کے باعث اگر علیحدہ ہونا پڑے تو پھر گھر میں اکٹھے ہی علیحدہ رہو۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجھا)

یعنی جیسا کہ پہلے بھی تفصیل سے ذکر آیا ہے کہ اگر سختی کرنی پڑے تو اصلاح کی غرض سے سختی ہونی چاہئے، نہ کہ بدلے لینے کے لئے غصے اور طیش میں آکر اور پھر ان کے جذبات کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہری جذبات کا بھی خیال رکھو۔ ان کی ظاہری ضروریات کا بھی خیال رکھو۔

جو عورتیں اپنے گھروں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں، اپنے خاوندوں کی وفادار اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والیاں ہیں اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے رسول کیا فرماتے ہیں۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اسماءؓ بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ کہنے لگیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ میں آپؐ کے پاس مسلمان عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو۔ شرق و غرب کی تمام عورتیں میری اس رائے سے اتفاق کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مردوں اور عورتوں کے لئے بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائیں اور اس خدا پر بھی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ ہم عورتیں گھر میں ہی قید اور محصور ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہم آپ مردوں کی خواہشات کی تکمیل کا سامان کرتی ہیں۔ اور آپ کی اولاد سنبھالے پھرتی ہیں۔ اور آپ مردوں کے گروہ کو جمعہ، نماز باجماعت، عیادت مریضاں، جنازوں پر جانا اور حج کے باعث ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر جہاد کرنا بھی ہے۔ آپ میں سے جب کوئی حج کرنے، عمرہ کرنے، یا جہاد کرنے کے لئے چل پڑتا ہے تو ہم آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ لباس کے لئے روئی کاتتی اور آپ کی اولاد کو پالتی ہیں۔ تو یا رسول اللہ پھر بھی ہم آپ کے ساتھ اجر میں برابر کی شریک نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ مبارک صحابہ کی طرف پھیرا اور فرمایا کہ کیا تم نے دین کے معاملہ میں اپنے مسئلہ کو اس عمدگی سے بیان کرنے میں اس عورت سے بہتر کسی کی بات سنی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ ہرگز خیال نہ تھا کہ ایک عورت ایسی (گہری) سوچ رکھتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ: اے عورت! واپس جاؤ اور دوسری سب عورتوں کو بتا دو کہ کسی عورت کے لئے اچھی بیوی بننا، خاوند کی رضا جوئی اور اس کے موافق چلنا، مردوں کی ان تمام نیکیوں کے برابر ہے۔ وہ عورت واپس گئی اور خوشی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے الفاظ بلند کرتی گئی۔ (تفسیر الدر المنثور)

تو فرمایا کہ جو اس طرح تعاون کرنے والی اور گھروں کو چلانے والیاں ہیں اور اچھی بیویاں ہیں ان کا اجر بھی ان کے عبادت گزار خاوندوں اور اللہ کی خاطر جہاد کرنے والے خاوندوں کے برابر ہے۔ تو دیکھیں عورتوں کو گھر بیٹھے بٹھائے کتنے عظیم اجروں کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دے رہا ہے، اللہ کا رسول دے رہا ہے۔

میں نے ابھی مختصراً چند باتیں بیان کی ہیں، جن میں کچھ تحفظات جو (دین حق) عورت کو فراہم کرتا ہے اور کچھ حقوق جو عورت کے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

اب میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم، جو اصل میں عورت کو عورت کا وقار اور مقام بلند کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور پہلے بھی اس بارے میں توجہ دلا چکا ہوں۔ لیکن بعض باتوں اور خطوط سے اظہار ہوتا ہے کہ شاید میں زیادہ سختی سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں یا میرا رجحان سختی کی طرف ہے۔ حالانکہ میں اتنی ہی بات کر رہا ہوں جتنا اللہ اور اس کے رسول اور حضرت اقدس مسیح موعود نے حکم فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو قید میں ڈال دیا جائے۔ لیکن ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے جو پردے کی شرائط ہیں۔ تو جس طرح معاشرہ آہستہ آہستہ بہک رہا ہے اور بعض معاملات میں برے بھلے کی تمیز ہی ختم ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں اور معاشرے کو بتائیں کہ پردے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقام بلند کرنے کے لئے دیا ہے نہ کہ کسی تنگی میں ڈالنے کے لئے اور پردے کا حکم جہاں عورتوں کو دیا گیا ہے وہاں مردوں کو بھی ہے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ تم بھی اس بات کا خیال رکھو۔ بے وجہ عورتوں کو دیکھتے نہ رہو۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں رستوں پر مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا رستے کا حق ادا کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا اس کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غض بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی راہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

تو مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر بازار میں بیٹھے ہو تو پھر سلام کا جواب دو بلکہ سلام کرو۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتاؤ۔ اچھی اور پسندیدہ باتوں کا حکم دو۔ تو یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو آپس کے تعلقات بڑھانے اور نیکیاں قائم کرنے والی ہیں اور ان کے ساتھ ہی غض بصر کو بھی رکھا۔ یعنی یہ بھی ایک ایسا عمل ہے جس سے تمہارے معاشرے میں پاکیزگی قائم ہوگی اور تمہیں نیکیاں کرنے کی مزید توفیق ملے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 533۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو مومن کو تو یہ حکم ہے کہ نظریں نیچی کرو اور اس طرح عورتوں کو گھور گھور کر نہ دیکھو اور ویسے بھی بلاوجہ دیکھنے کا جس سے کوئی واسطہ تعلق نہ ہو کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن عموماً معاشرے میں عورت کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں کہ اس کی طرف توجہ اس طرح پیدا ہو جو بعد میں دوستیوں تک پہنچ جائے۔ اگر پردہ ہوگا تو وہ اس سلسلے میں، کافی مددگار ہوگا اور پردہ کرنے کے بھی اللہ تعالیٰ نے احکامات بتا دیئے کہ کون کون سے رشتے ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور باقی سب سے پردہ کرنے کی تعلیم۔

فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ...... (النور:32)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ''مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں، سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

پہلی بات تو یہ بتائی کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں، عورتوں کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی کریں، آنکھوں میں حیا نظر آئے تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ بھی کسی قسم کا کوئی غلط مطلب لے سکے۔ تم باہر نکلتے وقت اس طرح اپنی چادر یا برقع یا حجاب وغیرہ لو کہ سامنے کا کپڑا اتنا لمبا ہو جو گریبانوں کو ڈھانک لے۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی تشریح کی ہے کہ قمیض کا جو چاک سامنے کا ہوتا ہے جُیُوْبِھِنَّ جو گریبان ہے اس تک نیچے تک آنا چاہئے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جن کا نظر آنا مجبوری ہے وہ تو خیر کوئی بات نہیں، ظاہر ہے نظر آئیں گے۔ بہر حال یہ ہے کہ تمہاری زینتیں ظاہر نہ ہوں۔ بعض عورتوں نے برقعوں کو اتنا فیشن ایبل بنا لیا ہے کہ برقع کا کوٹ جو ہے وہ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ وہ ایک تنگ قمیص کے برابر ہی ہو جاتا ہے۔ پردہ کا اصل مقصد تو زینت چھپانا ہے، نہ کہ فیشن کرنا۔ تو یہ تنگ کوٹ سے پورا نہیں ہوسکتا۔

حضرت مصلح موعود نے مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد فرمایا تھا کہ آج کل عربوں یا ترکوں میں جو رواج ہے برقعے کا یہ بڑا اچھا ہے۔ لیکن وہی کہ کوٹ کھلا ہونا چاہئے۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو بعض قسم کے کوٹوں کو پسند نہیں کرتیں اور اگر کسی کا دیکھ لیں تو خط لکھتی رہتی ہیں اور بہت سوں نے ایک دفعہ سمجھانے کے بعد اپنی تبدیلیاں بھی کی ہیں۔ لیکن فکر اس لئے پیدا ہوتی ہے جب بعض بچیاں سکولوں کالجوں میں جھینپ کر یا شرما کر اپنے برقعے اتار دیتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ کسی قسم کے کمپلیکس میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے میں برکت ہے۔ تیسری دنیا کے ایسے ممالک افریقہ وغیرہ جو بہت پسماندہ ہیں وہاں تو جوں جوں تعلیم اور تربیت ہو رہی ہے اور لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اپنے لباسوں کو ڈھکا ہوا بنا کر پردے کی طرف آ رہے ہیں اور ان خاندانوں کی بعض بچیاں جہاں برقع کا رواج تھا برقع اتار کر اگر جین بلاؤز پہننا شروع کر دیں تو انتہائی قابل فکر بات ہے۔ ہم تو دنیا کی تربیت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ اپنوں میں (دینی) روایات اور احکامات کی پابندی نہ کرنے والوں کو دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کن کن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اس بارے میں فرمایا کہ خاوند، باپ، سسر یا خاوندوں کے بیٹے اگر دوسری شادی ہے پہلے خاوند کی اگر کوئی اولاد ہے تو، بھائی، بھتیجے، بھانجے یا اپنی ماحول کی عورتیں جو پاک دامن عورتیں ہوں جن کے بارے میں تمہیں پتہ ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جو برائیوں میں مشہور ہیں ان کو بھی گھروں میں گھسنے یا ان سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کے علاوہ یہ جو چند رشتے بتائے گئے اس کے علاوہ ہر ایک سے پردے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ بھی فرما دیا کہ تمہاری چال بھی باوقار ہونی چاہئے۔ ایسی نہ ہو جو خواہ مخواہ بدکردار شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہو اور اس کو یوں موقع دو۔ اگر اس طرح عمل کرو گے، توبہ کی طرف توجہ کرو گے تاکہ خیالات بھی پاکیزہ رہیں تو اسی میں تمہاری کامیابی ہوگی اور اسی میں تمہاری عزت ہوگی اور اسی میں تمہارا مقام بلند ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ (دینی) پردہ سے مراد زندان نہیں''، ''یعنی قید خانہ نہیں۔'' ''بلکہ ایک قسم کی روک

ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکھٹے بلاتأمّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے''۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع (دین حق) نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے''۔ یعنی کہ اتنی آزادی والی تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ جہاں کوئی شرم و حیا ہی نہیں رہی اور'' بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی''۔ اس خوش فہمی میں نہ پڑے رہو کہ معاشرہ ٹھیک ہے ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا، یہاں کے ماحول میں پردے کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگوں کو دیکھنے کی عادت نہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔
''(دینی) تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ میں آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں''۔ یہ بھی خودکشیوں کا یہاں جو اتنا ہائی ریٹ (High rate) ہے اس کی بھی ایک یہی وجہ ہے۔
''بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی''۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 21-22۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو آج بھی دیکھ لیں کہ جس بات کی حضرت اقدس مسیح موعود نشاندہی فرما رہے ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں اسی کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہوئی اور اس بے اعتمادی کی وجہ سے گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتی ہیں۔ یہاں جوان مغربی ممالک میں ستر، اسّی فیصد طلاقوں کی شرح ہے یہ آزاد معاشرے کی وجہ ہی ہے۔ یہ چیزیں برائیوں کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر گھر اجڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''پردے کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے۔ ...... حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رِحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دین اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خوامخواہ تنگی و حرج کرتا ہے وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی پردہ میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنا دیئے ہیں۔ جو جو تجاویز و اصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ انہیں توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتی ہے۔ کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے''۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 171۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک تو یہ فرمایا کہ بعض عورتوں کی پیدائش کے وقت اگر مرد ڈاکٹروں کو بھی دکھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہاں جو بعض مرد غیرت کھا جاتے ہیں کہ مردوں کو نہیں دکھانا وہ بھی منع ہے۔ ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹروں کے سامنے پیش ہونا کوئی ایسی بات نہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''(دینی) پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے۔'' یعنی یورپین لوگوں کی یا جو لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔ ''اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔ قرآن (-) مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا ہے کہ 'شہوت کی نظر سے نہ دیکھو'۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنّف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ اُن لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہو گا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔

(دینی) پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں سَتر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے''۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 297-298۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ پہلے مردوں کی اصلاح کرلو پھر کہو کہ پردہ کی ضرورت نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حقیقی معنوں میں تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے جو صرف ذاتی خواہشات ہوں دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت اور احمدی بچی کا ایک مقام ہے۔ آپ کو اللہ اور اس کے رسول نے نیکیوں پر قائم رہنے کے طریق بتائے ہیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود نے تفصیل سے وہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہوئے بغیر ان راستوں پر چلیں اور ان حکموں پر عمل کریں۔ دنیا کو بتائیں اور کھول کر بتائیں کہ اگر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کسی نے کی ہے تو (دین حق) نے کی ہے۔ معاشرے میں اگر عورت کی عزت قائم کی ہے تو (دین حق) نے کی ہے۔ تم اے دنیا کی چکا چوند میں پڑے رہنے والو! آج اگر معاشرے کو امن پسند بنانا چاہتے ہو تو (دین حق) کی تعلیم کو اپناؤ۔ آپ کو یہ سبق ان کو دینا چاہئے، نہ کہ ان کی باتوں اور کمپلیکس میں آئیں۔ ان کو بتائیں کہ آج اگر اپنی عزتوں کو قائم کرنا ہے تو (دین حق) کی طرف آؤ۔ آج اگر اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانا ہے تو ہمارے پیچھے چلو۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆............☆............☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

اموال میں برکت

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گویا وہ ایک ہی دانہ ہوتا ہے۔ مگر خدا اس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو دانے پیدا کر سکتا ہے۔ یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور در حقیقت ہم تمام لوگ خدا تعالیٰ کی اس قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر بھی باقی نہ رہتا۔''
(چشمہ معرفت دینی خزائن جلد 23 صفحہ 170)

احباب جماعت سے نہایت مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے عطیہ جات دفتر خزانہ صدر انجمن میں فضل عمر ہسپتال کی مدّ میں جمع کروا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم وسیم احمد صاحب ترکہ
مکرم ملک احمد شیر صاحب)

مکرم وسیم احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کے والد مکرم ملک احمد شیر صاحب ولد مکرم غلام رسول صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 3 بلاک نمبر 1 محلّہ دارالفضل شرقی ربوہ برقبہ 15 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ خاکسار کے نام منتقل کر دیا جائے دیگر ورثاء کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ محمد بیوی صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرمہ منور بی بی صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرمہ بشریٰ نسیم صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرم نسیم احمد صاحب (بیٹا)
5۔ مکرم سلیم احمد صاحب (بیٹا)
6۔ مکرم وسیم احمد صاحب (بیٹا)
7۔ مکرم کلیم احمد صاحب (بیٹا)
8۔ مکرم فہیم احمد صاحب (بیٹا)
9۔ مکرم طاہر نسیم صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ
ترکہ مکرمہ امۃ الحمید صاحبہ)

مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ مکرمہ امۃ الحمید صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب وفات پا گئی ہیں۔ ان کے اکاؤنٹ خزانہ صدر انجمن احمدیہ امانت نمبر 926309 میں اس وقت کل =/52,119 روپے موجود ہیں۔ لہٰذا یہ رقم خاکسار کو ادا کر دی جائے دیگر ورثاء کو اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم عبدالقادر صاحب (بیٹا)
2۔ مکرم عبدالماجد صاحب (بیٹا)
3۔ مکرم عبدالنور صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرمہ بدرالنساء صاحبہ (بیٹی)
7۔ مکرمہ عطیۃ المالک صاحبہ (بیٹی)
8۔ مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ پندرہ (15) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

☆............☆............☆☆

ربوہ کی ہونہار بچی ستارہ بروج اکبر نے آئلٹس میں ورلڈ ریکارڈ قائم کر دیا

ربوہ کی رہائشی ستارہ بروج اکبر نے پندرہ سال کی عمر میں انٹرنیشنل انگلش لینگویج ٹیسٹ سسٹم (آئلٹس IELTS) کے نو بینڈ میں سے نو بینڈ حاصل کرنے والی دنیا کی پہلی اور کم عمر ترین طالبہ ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق ربوہ کی رہائشی پندرہ سالہ ستارہ بروج اکبر نے برٹش کونسل کے ذریعے آئلٹس کا امتحان دیا تو رزلٹ کے نو بینڈز میں سے آٹھ بینڈز پاس کا رزلٹ دیا گیا۔ لیکن ستارہ بروج اکبر اس رزلٹ پر متفق نہ ہوئی اور اس نے برٹش کونسل میں اپنے پیپر ری چیکنگ کیلئے اپلائی کیا جس کیلئے اس سے بارہ ہزار روپے فیس وصول کی گئی۔ برٹش کونسل کے ذریعے اس کے مکمل پیپر اور ویڈیوز برطانیہ روانہ کر دی گئیں جہاں ری چیکنگ کے بعد اس کی بات سے متفق ہوتے ہوئے ادارے نے انگلش سپیکنگ کے نو بینڈز میں نو بینڈز پاس کا ہی رزلٹ ایشو کیا اور اس کی ری چیکنگ فیس بھی واپس کر دی گئی۔ ستارہ بروج اکبر دنیا کی کم عمر ترین اور دنیا کی وہ واحد طالبہ ہے جس نے آئلٹس کے نو بینڈز میں سے نو بینڈز حاصل کئے۔ ستارہ بروج اکبر نے اس سے قبل نو سال کی عمر میں کیمسٹری میں اولیول کر کے پاکستان میں جبکہ دس سال کی عمر میں بیالوجی میں اولیول کر کے ورلڈ ریکارڈ قائم کیا تھا۔ راولپنڈی کے حارث عبداللہ نے 2014ء میں نو سال کی عمر میں فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی میں اولیول کر کے ستارہ بروج کا ریکارڈ توڑ دیا تھا لیکن گیارہ سال کی عمر میں ستارہ بروج اکبر نے تمام مضامین میں اولیول کر کے پھر ورلڈ ریکارڈ قائم کر دیا۔ جو تا حال قائم ہے تیرہ سال کی عمر میں ستارہ بروج اکبر نے اے لیول اور آئلٹس میں سات بینڈ حاصل کر کے دنیا کی کم عمر ترین طالبہ کے اے لیول کرنے کا ریکاڈ قائم کیا اور اب پندرہ سال کی عمر میں اس نے نہ صرف اے لیول مکمل کر لیا ہے بلکہ آئلٹس کے نو بینڈز میں سے نو بینڈز حاصل کر کے دنیا کی کم عمر ترین اور واحد طالبہ ہونے کا نیا عالمی ریکارڈ قائم کر دیا۔ ستارہ بروج اکبر کو برطانیہ کی تین یونیورسٹیوں سے داخلہ جبکہ ایک یونیورسٹی سے سکالرشپ کی بھی آفر ہو چکی ہے۔ لیکن تمام یونیورسٹیوں میں داخلے کے لئے اس کی عمر کی رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے۔ برطانیہ کے قانون کے مطابق گریجوایشن کرنے کے لئے اس کی عمر سولہ سال جبکہ پاکستانی قانون کے مطابق اٹھارہ سال ہونا ضروری ہے۔ ستارہ بروج اکبر بیالوجی، کیمسٹری اور میڈیکل میں گریجوایشن کرنا چاہتی ہے اور اگر سولہ سال کی عمر میں وہ برطانیہ کے تعلیمی اداروں میں داخل ہو گی تو بھی یہ دنیا کی کم ترین طالبہ ہو گی اور یہ اعزاز پاکستان کے پاس ہی رہے گا۔

(روزنامہ جنگ 21 مئی 2015ء)

سوہانجنا۔ کیلشیئم، وٹامن اے اور پروٹین کا خزانہ

یہ جنوبی ایشیا اور مشرقی بعید کے ممالک میں پایا جاتا ہے جبکہ افریقہ کے کچھ ممالک میں بھی ملتا ہے سوہانجنا کے درخت کا ہر حصہ اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی کاشت سخت حالات میں بھی بآسانی ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلے ہم اس کے غذائی خواص دیکھ لیتے ہیں۔ دودھ کے مقابلے میں ستر گنا زیادہ کیلشیئم موجود ہے لیکن تحقیق کہتی ہے کہ پتوں اور تنے میں پایا جانے والا کیلشیئم انسانی جسم میں جذب ہونے کے قابل نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ دہی کے مقابلے میں نو گنا زیادہ پروٹین ہوتا ہے۔ جانوروں کو جب غذا کے طور پر استعمال کرایا گیا تو ان کے وزن میں بتیس فی صد اضافہ دیکھا گیا جبکہ دودھ میں تینتالیس سے پینسٹھ فی صد اضافہ سامنے آیا۔ گاجر کے مقابلے میں چار گنا زیادہ وٹامن اے پایا جاتا ہے۔ کیلے کے مقابلے میں پندرہ گنا زیادہ پوٹاشیم پایا جاتا ہے۔ پالک کے مقابلے میں انیس گنا زیادہ فولاد پایا جاتا ہے۔

اس کے تازہ پتوں کو پالک کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے، پکایا جا سکتا ہے اور خشک کر کے سفوف بنا کر بھی رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی سلاد سے لے کر سالن تک بنایا جا سکتا ہے جبکہ سفوف بعض جگہوں پہ سوپ بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی پھلیاں بھی پکائی جاتی ہیں حتیٰ کہ جڑوں کو بھی غذا کے طور پہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جڑوں میں ایک زہریلا الکلائیڈ اسپائروچن پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کی مقدار خاصی کم ہوتی ہے اس کے برے اثرات جڑوں کو بہت زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے ہی سامنے آ سکتے ہیں۔ بیجوں سے تیل حاصل کیا جاتا ہے جبکہ تیل نکالنے کے بعد جو بیجوں کی کھلی یا کیک بچ جاتا ہے اسے پانی صاف کرنے کے کام لایا جا سکتا ہے۔

اس کی انتہائی دلچسپ خوبی اس کی پانی صاف کرنے کی صلاحیت ہے۔ پانی صاف کرنے کے لئے بیجوں کو خشک کر کے اس کے چھلکوں کو ہلکا ہلکا کوٹ کر الگ کر لیا جاتا ہے، حاصل ہونے والے سفید مغز کو کوٹ کر اس کا سفوف تیار کیا جاتا ہے۔ اس سفوف کے پچاس گرام سے ایک لیٹر پانی صاف کیا جا سکتا ہے۔ پانی صاف کرنے کے لئے سفوف کو پانی میں اچھی طرح ہلائیں اور پھر تھوڑی دیر کے لئے پڑا رہنے دیں، بعد میں پانی صاف ہو جائے گا۔

کاشت

اس درخت کو اگانے کے دو آسان طریقے ہیں پہلا اس کے بیج کے ذریعے اور دوسرا اس کی قلموں کے ذریعے۔ درخت میں پہلے سال پھول آ جاتے ہیں دوسرے سال اس کی فصل زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ اگر اسے بڑھتا چھوڑ دیں تو یہ دس میٹر تک بلند درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی کانٹ چھانٹ کر کے اسے ایک دو میٹر تک اونچا رکھتے ہیں۔ تاکہ سائز اتنا رہے جہاں تک ہاتھ جا سکے۔ اس کے پتوں کا سفوف کیپسول کی شکل میں بھی دستیاب ہے۔

(ماہنامہ ڈالڈ مئی 2015ء)

☆............☆............☆

کیلا

جدید تحقیق کے مطابق کیلا توانائی، حیاتین اور معدنی اجزا کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ زود ہضم ہے اور جسم میں مقویات کی کمی دور کرنے اور وزن گھٹانے میں مدد دیتا ہے۔

کیلے میں 90 حرارے ہوتے ہیں جبکہ پروٹین، نشاستہ، ریشہ، فاسفورس، فولاد، سوڈیم، پوٹاشیم اور حیاتین الف، ب اور ج (وٹامن اے، بی اور سی) اس میں خاصی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ مغربی ممالک میں لوگ عموماً چتری دار کیلا پسند نہیں کرتے اور ایسے کیلے کو ترجیح دیتے ہیں جو پوری طرح پکا نہ ہو لیکن نئی تحقیق بتاتی ہے کہ چتری دار کیلا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب کیلا خوب پک جاتا ہے تو اس کا زیادہ نشاستہ شکر میں تبدیل ہو کر اسے مزے دار بھی بنا دیتا ہے اور زود ہضم بھی۔

اس میں پائی جانے والی نشاستے کی زیادہ مقدار ہمارے جسم میں توانائی کی گرتی ہوئی سطح کو فوری طور پر سنبھال لیتی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ جو لوگ عام غذا ہضم کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں وہ کیلا بآسانی ہضم کر لیتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 28 اپریل 2015ء)

ربوہ میں طلوع و غروب 23 مئی

طلوع فجر	3:31
طلوع آفتاب	5:05
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:06

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

23 مئی 2015ء

6:05 am	ناگویا میں استقبالیہ تقریب
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 2015ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جامعہ احمدیہ کی کھیلیں
2:10 pm	سوال و جواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 2015ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
8:10 pm	جامعہ احمدیہ کی کھیلیں
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:20 pm	جامعہ احمدیہ کی کھیلیں

WARDA فیبرکس
تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آ گئی ہے لان ہی لان
کرینکل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ پیلس
400/450 750/- 950/-
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

SANA & SAFINAZ, NISHAT، گل احمد،
فردوس، Warda Print، اتحاد، لاکھانی، CHARIZMA
NATION, MARJAN کے علاوہ
نارمل لان پرنٹ سوس کڑھائی اور اوریجنل بوتیک کے علاوہ
اچھی مردانہ ورائٹی میں سادہ اور کڑھائی والے آرٹیکلز کیلئے تشریف لائیں
ریلوے روڈ ربوہ
صاحب جی فیبرکس پاکستان
0092-476212310 www.Sahibjee.com

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

Rehman Rubber Rollers
& Engineering Works
Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Jamil-Ur-Rehman
0321-8813557,0321-4038045
Mohsin Rehman: 0345-4039635
Band Road Lahore. PH:042-37146613

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

Ph:042-5162622,
5170255, 5176142
Mob:0300-8446142
رابطہ: مظفر محمود
محمود موٹرز
نئی و پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
عمار سعید: 0300-4178228
555-A Maulana Shokat Ali Road
Faisal Town, LAHORE.